بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سقوطِ کابل

بالآخر عصرِ حاضر کی سب سے بڑی انسانیت دشمن قوّت روس نے مظلوم اور بے بس مسلم افغانستان کو اپنے شکنجۂ استبداد میں کس لیا جس خطرہ کا الارم عرصہ سے ملّتِ مسلمہ کو جھنجھوڑ رہا تھا وہ خطرہ نمودار ہو کر رہا اور حضرت عثمانؓ کے عہد کا کابل، صحابہ کرامؓ کا مفتوحہ افغانستان اس دور کے عظیم غاصب مذہب دشمن خدا بیزار روس کے پنجۂ ظلم میں آگیا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایھا النفس اجملی جزعاً   فانّ ما تحذرین قد وقع

اس ظلم و عدوان پر جزع فزع کا موقعہ نہیں نہ زبان و قلم کو یارائے سخن ہے۔ طولانی تقریریں بہت ہو چکی ہیں قلم کی جولانیوں اور تحریر و ادب کی بوقلمونیوں سے بھی عالمِ اسلام شکم سیر ہو چکا ہے۔ علم و دانش کی فراوانی تحلیل و تجزیہ کی بھرمار، مذاکرات اور کانفرنسوں کی عیاشی پر جوش بیانات کے ہنگامے ان سب باتوں سے مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ اب وقت عمل کا ہے عمل اور صرف عمل۔ سعی پیہم اور جہادِ مسلسل۔ طوفان برّصغیر کے آہنی اور فولادی دروں سے ٹکرا رہا ہے۔ خلیج عرب کی عصمت خطرہ میں ہے۔ حرمین الشریفین کی عظمت گستاخ نگاہوں کی زد میں ہے۔ مملکتِ اسلامیہ پاکستان زیرِ کمان ہے۔ اور عالمِ عرب ظالم صیّاد کی کمند میں، کیا ایسے وقت میں بھی ہم جیسے علم و عمل کے تہی دامنوں کے تبصروں اور اداریوں کا موقعہ ہے۔ کاش! یہ قلم ٹوٹ چکا ہوتا اور یہ ہاتھ شل ہو چکے ہوتے کہ اس قیامتِ کبریٰ کے بعد تو یہ لایعنی شغل جاری نہ رکھا جاتا۔ یالیتنی متّ قبل ھذا وکنت نسیاً منسیا۔

وہ دیکھو بخارا اور سمرقند کی تاریخ اب کابل و ہرات میں دہرائی جا رہی ہے۔ قندھار و بلخ کے پُرعظمت مینار جھک جھک کر ملّتِ مسلمہ کو پکار رہے ہیں۔ علماء و مشائخ ایک ایک کر کے تہ تیغ ہو رہے ہیں۔ مدارس و خانقاہیں روسی افواج کی اصطبل بن چکی ہیں۔ بت شکن محمودؒ کی قبر مسمار ہونے کو ہے۔ سڑکیں معصوم مسلمانوں کے خون سے لالہ زار ہیں۔ مہاجرین کے لٹے پٹے قافلے تسبیح کے بکھرے ہوئے دانوں کی طرح صحراؤں میں بھٹک رہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی دین کی آن اور ملّت کی شان پر نثار ہونے والے غیور افغان مجاہدین بھی تو ہیں جو اس صدی میں فدائیت و ایثار، قربانی اور جہد و جہاد کا سب سے روشن باب اپنے خون سے رقم کر رہے ہیں۔ کہ چودھویں صدی کی کتاب زندگی کا آخری ورق بدر و حنین اور تبوک و یرموک کی عکاسی سے کیوں محروم رہے ——— من المومنین رجالٌ صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ۔ فمنھم من قضیٰ نحبہ ومنھم من ینتظر۔ (صدق اللہ العظیم)

حق بحقدار رسید | برّصغیر کے علمی و دینی حلقوں کیلئے یہ خبر عظیم الشان مسرّتوں کا باعث بنی کہ سعودی عرب

کے شاہ فیصل فاؤنڈیشن نے عالم اسلام کی ممتاز اور معروف علمی و دینی شخصیت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، ناظم ندوۃ العلماء کو ان کی عظیم اسلامی خدمات کے اعتراف و تحسین کے طور پر اس سال کے شاہ فیصل ایوارڈ کیلئے ان کا بھی انتخاب کیا۔ مولانا کو یہ انعام ان کی وسیع علمی و اسلامی خدمات ملک و بیرون ملک تقریروں اور نہایت مؤثر تحریر اور بلند پایہ وقیع تصانیف مسلم نوجوانوں میں اسلامی روح اور ولولہ کی نشو و نما اور اسلام کے خلاف پیدا کئے گئے شکوک و شبہات کا حکیمانہ رد اور اسلامی تہذیب کا مغربی تہذیب سے نہایت بے لاگ موازنہ اور مادہ پرست مغربی نظام کا دوٹوک تجزیہ اور اس جیسی بیشمار خدمات کے صلہ میں دیا گیا ہے۔ مولانا کی مشہور کتاب ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین اور السیرۃ النبویۃ جیسی وقیع اور مقبول کتابوں نے عالم عرب پر بالخصوص جو اثرات مرتب کئے اور انہیں اللہ تعالیٰ نے جن عظیم خدمات اور صلاحیتوں سے نوازا اور خلوص کی جو دولت انہیں ملی ان کے پیش نظر وہ کسی ایسی مادی داد و ستائش سے بلند ہیں اور عصری اعزاز و تکریم کی نہ ایسے افراد کو خواہش ہوتی ہے ــــ تاہم اسلام اور مسلمانوں کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے والوں کے لئے ایک گونہ ایسے اعزازات موجب ہمت افزائی بنتے ہیں۔ مولانا نہ صرف انڈیا بلکہ پورے عالم اسلام کی مشترکہ متاع اور انمول سرمایہ ہیں پھر سعودی عرب سے پاکستان کے جو خصوصی علائق اور روابط ہیں۔ ان تمام امور نے اس انتخاب پر بجا طور پر علمی و دینی حلقوں اور اداروں کو مسرت کا ایک موقعہ بہم پہنچایا۔ اور ہم اس قدر دانی اور حقیقت شناسی پر شاہ فیصل فاؤنڈیشن کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ مولانا موصوف کی تمام زندگی للہیت اور اخلاص پر مبنی رہی ہے۔ اور اس موقعہ پر بھی انہوں نے شاہ فیصل ایوارڈ کے ساتھ دی گئی۔ دو لاکھ سعودی ریال (تقریباً ۶ لاکھ پاکستانی روپے) کی انعامی رقم افغانستان کے مجاہدین اور پناہ گزینوں اور دینی علوم اور قرآن کریم کے دو ایک اداروں میں تقسیم کرکے ایک بے لوث مثال قائم کر دی ہے۔ ہمارے اکابر علماء کا یہی وہ شعار اور ایثار ہے جس نے ہر دور میں معاشرہ پر گہرے نقوش اور انقلابی اثرات مرتب کئے۔ مولانا نے یہ خطیر انعام وقف کرکے اپنے پیش رو اکابر کیطرح اتمدوننی بمال فما اتانی اللہ خیر مما اتاکم۔ کا ایک عملی نمونہ پیش کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اسلام اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور دینی دعوت و تبلیغ کے لئے ایسی مثالی شخصیتوں کا اسوہ اپنانے کی توفیق دے۔

ایک بے لوث خادم دار العلوم کی وفات

۹ر جنوری ۱۹۸۰ء کو دار العلوم حقانیہ کے ایک دیرینہ اور بے لوث خادم اور بنیادی رکن جناب الحاج شیر افضل خان صاحب آف بدرشی داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ عمر ستر سال کے لگ بھگ تھی۔ سعی و عمل، جوش اور ہمت کے لحاظ سے قابل رشک صحت تھی کہ یکایک سال قبل مرض نے آگھیرا۔ ڈاکٹروں نے سرطان کی تشخیص کی اور یوں پہاڑ کی طرح ایک فولادی شخص دنوں گھنٹوں میں گھل کر مشت استخوان بن گیا۔ وقت موعود آپہنچا اور واصل بحق ہوگئے۔ دوسرے دن حضرت شیخ الحدیث مدظلہ